www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق و تنقید

مولانا محمد رمضان سلفی

"اشراق" کی اختراع

حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق

سنت و حدیث کے الفاظ بنیادی طور پر کلام الٰہی (قرآن) کے ساتھ، رسول اکرم ﷺ کے عملی نمونہ (جسے مراد الٰہی کہہ سکتے ہیں) کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اگرچہ مختلف اہل فنون نے اپنے فن میں خاص پہلو کا لحاظ رکھتے ہوئے، سنت کے اہم پہلو بھی اجاگر کیے ہیں۔ اسی لئے سنت کی اصطلاح بظاہر مختلف معانی میں، بعض اوقات استعمال ہوتی نظر آتی ہے۔ مثلاً احکام فقہ میں "مستحب" کے معنی میں اور وعظ و ارشاد میں بدعت کے بالمقابل، لیکن چونکہ محدثین کا مطمح نظر اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کی تمام گوشوں کی روایت و درایت ہے، اس لیے وہ احادیث کے ذریعہ سنت (رسول اللہ ﷺ کے جملہ اقوال و افعال بشمول سکوت و احوال) کے متعلق بحیثیتِ واقعہ بحث کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ حدیث و سنت کے الفاظ ایک دوسرے پر بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے مترادف ہونے کے یہی معنی ہیں۔ لہٰذا محدثینؒ احادیث کی بہت سی کتابوں کو "سنن" سے بھی موسوم کرتے ہیں مثلاً سننِ اربعہ سے مراد ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی کتبِ احادیث لیتے ہیں۔ اس طرح سنن کبریٰ، بیہقی، شرح السنۃ، معرفۃ الآثار والسنن وغیرہ۔ امت کے اہل علم ان استعمالات میں کوئی اجنبیت محسوس نہیں کرتے۔ برصغیر میں فرقہ وارانہ رجحانات کے باوجود ان اصطلاحات کے مفاہیم معروف ہیں۔

ماضی قریب میں متجددانہ رجحانات کے زیر اثر بعض مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے کچھ لوگوں نے حدیث و سنت کو الگ کرکے اگرچہ ان کے مصداق مختلف متعین کرنے کی کوشش کی ہے، جن میں مرزا غلام احمد قادیانی نمایاں ہیں ☆

لاہور کا حلقہ اشراق جو نام کے سلسلے میں عیسائیت کے فلسفہ اشراقیت (جس میں شریعت کو فلسفہ بنانے کی کوشش کی گئی) اور رجحانات کے اعتبار سے "اخوان الصفا" کی باطنی تحریک سے متاثر ہے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اپنی نام نہاد شریعت اور اسلام کی تعبیرنو کے لئے سنت و حدیث کو بڑی رکاوٹ محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ چند سال قبل انہوں نے آج تک کے تمام فقہائے امت کو جاہل قرار دے کر چودھویں صدی کا ایک نیا علمِ میراث کتابچہ کی صورت میں اور مجلہ اشراق میں بھی شائع کیا تھا۔ اور اب پورا زور حدیثِ رسول ﷺ کے وحی الٰہی نہ ہونے پر لگا رہے ہیں جس کے لئے ان کا طریق کار قرآن و حدیث کو آپس میں متعارض ثابت کرنے کا ہے۔

چونکہ انکار حدیث کے فتنوں سے مسلمان بہت بیزار رہے ہیں، اس لئے انہوں نے طریق یہ اختیار کیا ہے کہ جس چیز کو لینا ہو اسے سنت کہہ دیتے ہیں اور جسے کوئی اہمیت نہ دینی ہو اسے حدیث کا نام دے لیتے ہیں۔ اس طرح فی الحال عبادات کے سلسلہ میں عام تعاملِ امت چھوڑنے کو وہ مصلحت کے منافی سمجھتے ہیں۔ البتہ معاملات کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کی جس سنت کو چھوڑنا ہو وہ اسے جاہلیت کا رواج قرار دینے سے نہیں چوکتے یا اسے قوم قریش کے ساتھ مخصوص (وقتی حکم) قرار دے دیتے ہیں۔ چنانچہ دیت کے تعین کے سلسلہ میں ان کا موقف اشراق میں چھپ چکا ہے اور مرتد کی سزائے موت ان کے نزدیک صرف قریش کے لئے تھی، عام آدمی کے لئے اب وہ سزا نہیں ہے۔ (اشراق: دسمبر ۱۹۹۴ء)

عام امت سے الگ انحرافات کے لئے جو اسلوب انہوں نے اختیار کیا ہے اس میں محاورۂ عرب اور اہل فنون کی اصطلاحات کے من گھڑت مفاہیم طے کرنا بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ گمراہ فرقوں میں محاورہ عرب کا نعرۂ اعتزال تو بہت پرانا حربہ ہے تاہم اصطلاحات فنون کو نیا معنی دینا آج کے دین ناآشنائی کے دور میں کامیاب ہونے کے بڑے امکانات رکھتا ہے بالخصوص جب دعویٰ بھی یہ کیا جائے کہ یہی محدثین کی اصطلاح ہے اور ان کا طریقہ کار بھی یہی تھا۔ مثلاً "تواتر" محدثین کے ہاں روایت کی ایک قسم ہے جسے یہ لوگ تعاملِ امت کے معنی میں غلط مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح "علت" نقد حدیث کا ایک محدثانہ طریقہ ہے لیکن یہ لوگ اس سے اپنے فلسفہ عقل یا فقہی رائے کی برتری کا مغالطہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہی درست ہوتا تو ائمہ محدثین سے کوئی ایک مثال ہی ایسی پیش کر دی جاتی جس میں محدثین نے کسی ایک حدیث کو ہی صحیح قرار دے کر بعد میں عقل یا قرآن سے یا سنتِ متواترہ سے متعارض ہونے کی بناء پر ضعیف کہا ہو۔

☆ واضح رہے کہ مسٹر جاوید احمد غامدی حضرت عیسیٰؑ کی موت کے بارے میں قادیانی عقیدہ کے حامل ہیں اور ان کے جسم خاکی کے رفع آسمانی سے متعلق نصاریٰ کا سا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(ماہنامہ "اشراق" مارچ ۱۹۹۵ء ص ۴۵-۴۶)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بہرصورت سنت اور حدیث کی اصطلاحات میں زمین و آسمان کا فرق حلقہ اشراق کی اختراع ہے۔
اگرچہ عوام کو ان اصطلاحات کے چکروں میں دھوکہ دینا آسان ہے تاہم درج ذیل مضمون میں اہلِ علم کے لئے ضرور بعض عمدہ وضاحتیں آگئی ہیں۔ (ح - م)

جنوری ۱۹۹۴ء کے "محدث" میں حافظ عبدالمنان صاحب کے محاضرے پر مشتمل میری ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس کی ابتداء ہی میں محدثین کی اصطلاح حدیث و سنت کا مترادف ہونا بیان کرکے یہ وضاحت کردی گئی تھی کہ جیسے محدثین کرام رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل اور تقریر و تائید کو حدیث کہتے ہیں ویسے ہی اس پر سنت کا اطلاق بھی کرتے ہیں جبکہ دیگر اسلافِ امت کے نزدیک بھی ان دونوں الفاظ میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں۔ جس پر مئی ۹۴ء کے "اشراق" نے تعاقب کیا ہے، چنانچہ حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق ثابت کرنے کے لئے مقالہ نگار نے علماء کرام کی عبارتوں سے چھینا جھپٹی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "حدیث و سنت کو لوگ عام طور پر ہم معنی سمجھتے ہیں، یہ خیال صحیح نہیں ہے، حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق، اور دین میں دونوں کا مقام و مرتبہ الگ الگ ہے" (اشراق: مئی ۹۴)

چنانچہ "سنت" کی تعریف مولانا امین احسن اصلاحی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "سنت ثابتہ سے ہماری (۱) مراد نبی ﷺ کا وہ عمل متواتر ہے جو صحابہ کے اجماع یا ان کے تواتر عملی کے ذریعے سے بحیثیتِ دین اس امت کو منتقل ہوا ہے"

اور "حدیث" کی تفصیل یوں ذکر کرتے ہیں:

> "حدیث ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل اور تقریر و تصویب کی وہ روایت ہے جو زیادہ تر اخبار آحاد کے طریقے سے ہم کو ملی ہے" (اشراق: مئی ۹۴ء)

حالانکہ حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق کرنے کی اختراع دور جدید کے ترقی پسند حضرات کی ہے جو سنت کی ایسی تعریف کرتے ہیں جسے علماء سلف سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

---

(۱)۔ "ہماری مراد" اور "ہمارے نزدیک" کے الفاظ قابل غور ہیں۔ جو اصطلاح پہلے سے متعین چلی آرہی ہو، اسی فن میں اس کے نئے معنی متعین نہیں کیے جاسکتے کیونکہ اس طرح مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور نہ ہی ان کی تالیفات میں اسے دکھایا جا سکتا ہے۔ نام نہاد تدبر کا حدود اربعہ نہ جاننے کی وجہ سے ان حضرات نے سنت کی تعریف "اجماع" سے کر دی ہے اور یوں ان دونوں کو آپس میں گڈمڈ کر کے رکھ دیا ہے، حالانکہ علماءِ امت کے نزدیک سنت اور اجماع ایک دوسرے سے جدا ہیں اور دونوں کا دائرہ کار بھی الگ الگ ہے۔ سنت کا تعلق ہر اس چیز سے ہے جو رسول اکرم ﷺ سے صادر ہوئی ہو۔ جبکہ اجماع، ان مسائل سے تعلق رکھتا ہے جو صاحبِ سنت علیہ السلام کی وفات کے بعد پیش آئے ہوں اور ان کے بارے میں کتاب و سنت کی نصوص سے استدلال کیا گیا ہو۔ یعنی سنت نبی معصوم کا طریقہ ہونے کی بنا پر وحی خفی کہلاتی ہے جبکہ اجماع افرادِ اُمت کے اجتہادات سے قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ علماءِ اصول "اجماع" کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"هو اتفاق المجتهدين من الامة الاسلامية في عصر من العصور على حكم شرعي بعد وفاة النبي ﷺ" (الوجیز فی اصول الفقہ ص ۲۲۲)

یعنی نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کسی دور میں امت مسلمہ کے تمام مجتہدین کا کسی شرعی حکم پر متفق ہونا "اجماع" کہلاتا ہے۔

علماء سلف نے سنت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کبھی اسے اجماع کے ساتھ خلط ملط نہیں ہونے دیا یعنی سنت کی تعریف رسول کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور آپ کی کسی کام پر خاموشی (جسے وہ تقریر کہتے ہیں) کر کے اجماع سے الگ حیثیت دی ہے گویا انہوں نے حدیث و سنت دونوں کو مترادف قرار دیا ہے، اس کے متعلق علماء کی تصریحات عنقریب ذکر کی جائیں گی لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ سنت کے اختراعی مفہوم کو عقل کی کسوٹی پر بھی پرکھ کر دیکھ لیا جائے کیونکہ عقل پرست طبقہ اسے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

صحیح تدبر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سنت کا خانہ ساز مفہوم مغالطہ پر مبنی ہے بلکہ کسی معکوس ذہن کی پیداوار ہے، کیونکہ اسے صاحبِ سنت ﷺ کی ذات کو پیش نظر رکھ کر متعین نہیں کیا گیا جو سنت کا سرچشمہ ہیں بلکہ لوگوں کے تعامل سے مقید کر دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے جس عمل کو امت کی عملی تائید میسر ہو جائے وہی سنت قرار پائے گا، لیکن جو عمل آنحضرت سے صحت کے ساتھ ثابت تو ہو مگر اسے تعاملِ امت حاصل نہ ہو اسے سنت سے نکال باہر کیا جائے گا۔ چاہیے تو یہ کہ تعامل امت کی پرواہ کئے بغیر صاحبِ سنت سے ایک عمل ثابت ہو جانے سے ہی وہ سنت کہلائے۔ کیونکہ واجبُ الاتباع صرف اسوۂ رسول ﷺ ہے۔ کسی امتی کا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عمل نہیں، لہٰذا سنت رسول کے ثبوت پر لوگوں کی طرف سے عملی تائید کا پہرہ بٹھا دینا دانش مندی کے خلاف ہے۔

مزید بریں اگر اس اختراعی مفہوم کو تسلیم کر لیا جائے جس میں لوگوں کے عمل کی تائید کو شرط بنا دیا گیا ہے تو اس میں بدعت بھی شامل ہو جائے گی مثلاً اہل بدعت کی جشن میلاد جیسی بہت سی بدعات و رسومات کا سنت ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ ان بدعات کا دینِ متین سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ کسی معتبر طریقے سے رسول کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔ لہٰذا ثبوت سنت کے لئے امت کے تعامل کی شرط عقلاً بھی تسلیم نہیں کی جا سکتی۔

علماء سلف کے تدبر کی داد دینی چاہئے جنھوں نے ایسے خطرات کے سدباب کے لئے لوگوں کی عملی تائید سے قطع نظر سنت کو صرف رسول اکرم ﷺ کے قول و فعل اور آپ کی طرف سے کسی کے عمل کی تصویب و تائید سے خاص کیا، گویا حدیث و سنت کو مترادف قرار دے کر انکار حدیث کے چور دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔

حقیقت یہی ہے کہ حدیث و سنت میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ علماءِ سلف و خلف نے ان دونوں الفاظ کو مترادف قرار دیا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی سنت کا خانہ ساز مفہوم ذکر نہیں کیا جسے تجدد زدہ حضرات نے انکار حدیث سے متعلق اپنے بعض مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے جنم دیا ہے۔

اب ہم ائمہ حدیث، علماء اصول اور اہل لغت کی تالیفات سے سنت کا وہی مفہوم پیش کرتے ہیں جو امتِ مسلمہ میں رائج رہا ہے، اور ائمہ کبار کی آراء کی روشنی میں حدیث و سنت کی اصطلاح میں مطابقت کو ثابت کریں گے۔

سنت، ائمہ حدیث کے نزدیک

علامہ عراقی حدیث کی طرح سنت کو صحیح، حسن اور ضعیف تین اقسام میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واهل هذا الشان قسّموا السنن
الى صحيح و ضعيف و حسن

یعنی اہل فن نے سنت کو صحیح، حسن اور ضعیف تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ (الفیۃ الحدیث ص ۱۴)

اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ سخاوی فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"السنن المضافة الى النبی ﷺ قولا له اوفعلا او تقریرا" (فتح المغیث ص ۱۱۴)
یعنی نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب سنتیں آپ ﷺ کے قول و فعل اور تقریر
(تینوں قسموں) کو شامل ہیں۔

شیخ مصطفیٰ سباعی نے حجیتِ حدیث کے موضوع پر اپنی تالیف کا نام ہی "السنۃ" رکھا ہے اس میں وہ محدثین سے حدیث کے ہم معنی سنت کی تعریف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهی فی اصطلاح المحدثین ما اثر عن النبی ﷺ من قول أو فعل أو تقریر أو صفة خلقية أو خلقية أو سيرة"

(السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی ص ۴۷)

یعنی محدثین کے نزدیک سنت اس قول، فعل، تقریر، سیرت اور حالت کو کہتے ہیں جو رسول کریم ﷺ سے منقول ہو۔

خطیب فرماتے ہیں:

السنة فی اصطلاح المحدثین هی ما اثر عن النبی ﷺ من قول او فعل او تقریرا و صفة خَلقية او خُلقية او سيرة ....والسنة بهذا المعنى مرادفة للحديث النبوی (السنۃ قبل التدوین ص ۱۶)

"علماء حدیث کے نزدیک سنت نبی ﷺ کے اس قول، فعل، تقریر، آپ کی اس پیدائشی یا اخلاقی حالت کو کہتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے متعلق روایت کی گئی ہو، گویا اس اعتبار سے نبی کریم ﷺ کی سنت آپ کی حدیث کے مترادف ہے"۔

جمال الدین قاسمی لکھتے ہیں:

"والمراد بها فی اصطلاح الشارع واهل عصره مادلّ عليه دليل من قوله ﷺ اوفعله او تقريره ولهذا جعلت السنة مقابلة للقرآن"

(قواعد التحدیث ص ۱۵۱)

سنت سے مراد حضرت شارعؑ اور ان کے زمانہ کے لوگوں کی اصطلاح میں وہ شے ہے جس کو رسول ﷺ کا قول، فعل، سکوت بتائے۔ یہی وجہ ہے کہ سنت قرآن کے مقابل رکھی گئی ہے۔

محمد محمد ابو زھو سنت کے مفہوم میں مزید جامعیت پیدا کرتے ہوئے آپؐ کے اقوال و افعال اور تقریر و تصویب کے علاوہ سیر و مغازی کو بھی سنت میں شمار کرتے ہیں:

"علماء الحديث يريدون بالسنة على ما ذهب اليه جمهورهم

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اقوال النبی ﷺ و افعاله و تقریراته و صفاته الخلقیة والخلقیة و سیره و مغازیه" (الحدیث والمحدثون ص ۱۰)

یعنی جمہور محدثین کے نزدیک سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال آپؐ کی تقریرات و صفات اور آپ کے سیرو مغازی ہیں۔

دیکھئے ان تمام علماء نے محدثین کرام سے سنت کا وہی مفہوم نقل کیا ہے جو حدیث کے مترادف ہے۔ حلقہ اشراق کا اختراعی مفہوم ان میں سے کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔ ترقی پسند حضرات کی طرح اگر ان میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا تو وہ سنت کے لفظ کو رسول کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات نیز آپ کی سیرت اور مغازی کے لئے کبھی استعمال نہ کرتے۔

سنت، علمائے اصولِ فقہ کے نزدیک

علامہ آمدی سنت کی بحث کے تحت فرماتے ہیں:

"یدخل فی ذلک اقوال النبی علیه السلام وافعاله و تقاریره"

(الاحکام فی اصول الاحکام ۱/ ۱۲۷)

یعنی سنت میں نبی کریم علیہ السلام کے اقوال و افعال نیز تقریرات سب داخل ہیں۔

شیخ الاسلام سبکی فرماتے ہیں:

"هی الشیئ الصادر عن محمد المصطفی ﷺ لا علی وجه الاعجاز"

(الابہاج فی شرح المنہاج، ۲/ ۲۶۳)

یعنی جو چیز بھی محمد ﷺ سے صادر ہو لیکن قرآنی الفاظ کی طرح معجزہ نہ ہو، سنت کہلاتی ہے۔

شیخ عبدالکریم زیدان علماء اصول سے سنت کی تعریف ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں:

"السنة ماصدر عن النبی ﷺ غیر القرآن من قول اوفعل او تقریر" (الوجیز فی اصول الفقہ ص ۱۶۱)

یعنی سنت ہر وہ چیز ہے جو رسول ﷺ کی طرف سے قرآن کے علاوہ آپؐ کا کہنا کرنا یا کسی چیز کی تائید کرنا ہو۔

شاکر حنبلی لکھتے ہیں:

السنة اصطلاحا ماجاء منقولا عن رسول الله من قول اوفعل او تقریر فان کانت قولا سمّیت سنة قولیة وان کانت فعلا سمّیت سنة فعلیة وان

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کان اقرارا منه لامر رآه وسکت عنه سمیت سنة تقریریة"

(اصول الفقه الاسلامی ص ۲۲۳)

یعنی قول، فعل اور تصویب و تقریر جو بھی نبی اکرم ﷺ سے روایت ہو سب سنت ہیں، آپ ؐ سے منقول اگر آپ ؐ کا قول ہو تو اسے سنت قولی کہتے ہیں، اگر فعل ہو تو سنت فعلی اور اگر کسی چیز کو دیکھ کر آپ ؐ نے سکوت فرمایا ہو تو اسے آپ ؐ کی تقریری سنت کہا جاتا ہے۔

عبدالوھاب خلّاف کہتے ہیں:

السنة فی الاصطلاح الشرعی هی ماصدر عن رسول الله ﷺ من قول او فعل او تقریر" (علم اصول الفقه ص ۳۸)

یعنی شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں ہر وہ چیز سنت کہلاتی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے صادر ہو، خواہ قول ہو یا آپ کا فعل یا تقریر۔

"والمراد بالسنة شرعا ماصدر عن النبی ﷺ من الادلة الشرعیة مما لیس بمتلو ولا هو معجز ولا داخل فی المعجز من اقوال النبی ﷺ و افعاله و تقریراته" (اصول الفقه وابن تیمیه: ۱/۲۳۷)

یعنی ادلہ شرعیہ میں سے سنت سے مراد نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور آپ کی تقریرات ہیں جو وحی غیر متلو اور غیر معجز ہیں۔

دیکھئے ان تمام علماءِ اصول سے سنت کی وہی تعریف منقول ہے جو حدیث کے مترادف ہے۔ ان میں سے بھی کسی نے سنت کا خانہ ساز مفہوم مراد نہیں لیا۔ تجدّد زدہ حضرات کے نزدیک مشکلات قرآن کے حل کرنے میں تمام تر اعتماد لغتِ عرب پر ہوتا ہے، گویا ان کے ہاں قرآن کریم کتابِ ہدایت کی بجائے کوئی ادبی کتاب ہے، جو صاحبِ قرآن ﷺ سے کہیں بڑھ کر اپنی توضیح و بیان میں جاہلی ادب [۲] کی محتاج ہے، اس لئے یہ لوگ بیان قرآن کے لئے لغتِ عرب کو غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں جبکہ اسے حلقہ اشراق بھی اپنے مزعومہ "تواتر" سے ثابت نہیں کر سکتا بلکہ وہ خبرواحد کی بھی وہ قسم ہے جسے محدثین کے معیار پر بھی پورا نہیں اتارا جا سکتا۔ تاہم اربابِ لغت بھی ایسے تدبر سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جس سے حدیث و سنت کے درمیان زمین و آسمان کا

(۲)۔ جو شاید تواتر کے بجائے حدیث کے خبرواحد کے معیار پر بھی پورا نہ اُترے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فرق کیا جاتا ہو اور جمہور علماء امت کی طرح وہ بھی ان دونوں الفاظ کو مترادف ہی قرار دیتے ہیں۔

سنت، علماء لغت کے نزدیک

علامہ ابن منظور فرماتے ہیں:

"والاصل فيه الطريقة والسيرة واذا اطلقت في الشرع فانما يراد بها ما امر به النبي ﷺ و نهى عنه و ندب اليه قولا و فعلا مما لم ينطق به الكتاب العزيز ولهذا يقال في ادلة الشرع الكتاب والسنة اى القرآن والحديث" (لسان العرب: ۸۹/۱۷)

"اس لفظ میں بنیادی شے انداز اور چلن ہے اور جب یہ لفظ شریعت میں استعمال ہو تو اس سے رسول کریم ﷺ کے وہ اوامر و نواہی، آپ کے اقوال و افعال مراد ہوتے ہیں جن کے لئے قرآن ناطق نہ ہو، اسی لئے ادلہ شرعیہ میں کتاب و سنت کا لفظ علیحدہ استعمال ہوتا ہے گویا اس سے مراد قرآن اور حدیث ہوتے ہیں"۔

صاحبِ تاج لکھتے ہیں:

"السنة اذا اطلقت في الشرع فانما يراد بها حكمه وامره و نهيه مما امر به النبي ﷺ و نهى عنه و ندب اليه قولا و فعلا مما لم ينطق به الكتاب العزيز ولهذا يقال في ادلة الشرع الكتاب والسنة اى القرآن والحديث" (تاج العروس: ۲۴۴/۹)

"السنة من النبي ﷺ ماينسب اليه من قول اوفعل او تقرير"
(المعجم الوسيط ۱/۱۶۰)

یعنی نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب قول و فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔

دیکھئے دیگر علمائے شریعت کی طرح اہلِ لغت بھی حدیث و سنت میں کوئی فرق نہیں کرتے اور قرآن کریم کے بعد دوسرا درجہ حدیث و سنت کو دیتے ہیں، اس مفہوم کا ذکر اہل علم کی مصنفات میں بکثرت موجود ہے، جس سے حدیث و سنت کو ہم معنی ظاہر کیا گیا ہے، اور رسول اکرم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر سب کو ان میں شامل سمجھا گیا ہے، لیکن سنت کا اختراعی مفہوم ان میں سے کسی نے بھی نقل نہیں کیا۔

سنت، علماء فقہ و اصول کے نزدیک

حدیث و سنت کے ترادف پر بات بہ تمام فقہاء کی آراء کو نقل کر کے ہم بات کو طول نہیں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دینا چاہتے بلکہ ائمہ کبار سے یہ ثابت کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ وہ بھی حدیث و سنت کو ہم معنی سمجھتے ہیں البتہ فقہ و استنباط کے پہلو کے پیش نظر شرعی حیثیت کو بھی خصوصی طور پر اجاگر کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی کلام میں سنت کا لفظ کسی مسئلہ کی شرعی حیثیت یا اس کے مندوب و مرغوب ہونے کو نمایاں کرتا ہے۔

امام مالکؒ کی رائے

ابن رشد "بدایۃ المجتہد" میں رکوع کو جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کے بارہ میں امام مالکؒ کا مسلک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"ذهب الشافعي و احمد وابو عبيد و ابو ثور و جمهور اهل الحديث و اهل الظاهر الى الرفع عند تكبيرة الاحرام و عند الركوع و عند الرفع من الركوع و هو مروى عن مالك الا انه عند بعض اولئك فرض و عند مالك سنة" (بدایۃ المجتہد ۱/ ۱۳۳)

یعنی امام شافعی، امام احمد، ابو عبید، ابو ثور، جمہور اہل حدیث اور اہل ظاہر تکبیر تحریمہ اور رکوع کو جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔ امام مالک سے بھی یہی منقول ہے، فرق صرف یہ ہے کہ ان میں سے بعض علماء اسے فرض سمجھتے تھے جبکہ امام مالک کے نزدیک یہ (رفع یدین) سنت ہے۔

دیکھیے رکوع کے لئے جھکتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرنے کو امام مالک نے سنت کہا ہے۔ حالانکہ بعض الناس کا اس میں ہمیشہ اختلاف رہا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ "سنت" کے مفہوم میں امام مالک کے نزدیک قطعی ہونا یا اس پر امت کا تعامل شرط نہیں ہے، ورنہ رکوع کی اختلافی رفع یدین کا اہل اشراق کے نزدیک تواتر عملی لازم آئے گا حالانکہ وہ اختلافی اعمال کو حدیث میں شامل کرتے ہیں جبکہ اسے امام مالک نے بھی اختلاف پائے جانے کے باوجود سنت کہا ہے۔

اگرچہ امام مالک سے ایک روایت ترکِ رفع یدین کی بھی ہے جسے ابن رشد نے اس طرح بیان کیا ہے :

"فمنهم من اقتصر به على الاحرام فقط ترجيحا لحديث عبد الله بن مسعود و حديث البراء بن عازب و هو مذهب مالك لموافقة العمل به"

(بدایۃ المجتہد ۱/ ۱۳۴)

یعنی فقہاء میں سے بعض [illegible] احادیث کی بناء

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رفع الیدین کو صرف تکبیر تحریمہ کے موقع پر موقوف رکھتے ہیں اور یہ امام مالک" کا مذہب بھی ہے کیونکہ ان دنوں مدینہ والوں کا اسی پر عمل تھا۔

تجدد زدہ حضرات زمخشری کی طرح چونکہ فروع میں حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور اصول میں معتزلہ کی طرف پرواز کے لئے پرتول رہے ہیں، اسی لئے جمہور احناف کی طرح انہوں نے یہاں بھی ترکِ رفع یدین کو امام مالک کا مسلک قرار دیا، اور بدایۃ المجتہد کی مذکورہ عبارت میں "العمل" کا ترجمہ "سنت" کرکے اپنی دیانتداری کا بھانڈا بیچ چوراہے کے پھوڑ دیا، حالانکہ "العمل" سے ابن رشد کی مراد عملِ اہل مدینہ ہے جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں:

"والسبب فی هذا الاختلاف كله اختلاف الآثار الواردة فی ذلك و مخالفة العمل بالمدينة لبعضها" (بدایۃ المجتہد ۱/۱۳۳)

یعنی رفع الیدین کے ہر رکعت میں تین بار یا ایک بار کے اختلاف کا سبب اس بارے میں روایات کا اختلاف ہے کیونکہ اس وقت کے مدینہ والوں کا عمل بعض روایات (تین دفعہ رفع الیدین) کے خلاف تھا۔

اہل اشراق نے اپنے مضمون میں دعویٰ تو احقاقِ حق کا کیا ہے، لیکن ابنِ رُشد سے رفع یدین کے بارے میں امام مالک کا مسلک نقل کرتے وقت حق کا خون کیا ہے، اور ان کی اس روایت کو گول کردیا جس میں امام موصوف سے رفع یدین کا سنت ہونا ثابت ہے، اور "العمل" کا سنت سے ترجمہ کرکے ترکِ رفع یدین کو ان کا مسلک بنانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ترکِ رفع یدین امام مالک کی وہ رائے ہے جس سے انہوں نے رجوع کرلیا تھا، جیسا کہ امام خطابی فرماتے ہیں:

"ذهب اكثر العلماء الى ان الايدى ترفع عند الركوع و عند رفع الراس منه وهو قول ابى بكر الصديق و على بن ابى طالب و ابن عمر و ابى سعيد الخدرى و ابن عباس و انس وابن الزبير و به قال الاوزاعى و مالك فى آخر امره والشافعى واحمد واسحق" (معالم السنن ۱/۱۹۳)

اکثر علماء نماز میں رفع یدین (تین مرتبہ) رکوع جاتے اور اٹھتے وقت کی طرف گئے ہیں چنانچہ ابوبکر صدیق، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، ابو سعید خدری، عبداللہ، انس، عبداللہ بن زبیر کا یہی قول ہے امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد اور اسحٰق بن راھویہ بشمول امام مالک آخری رائے کے مطابق اسی کے قائل ہیں۔

یعنی امام مالک کا آخری قول رکوع کو جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یدین کرنے کا ہے۔ حافظ ابن حجر ابن عبدالبر سے امام مالک کا مسلک ترکِ رفع یدین سے رجوع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قال ابن عبدالبر لم یرو احد عن مالک ترک الرفع فیھما الا ابن القاسم والذی ناخذ بہ الرفع علی حدیث ابن عمر وھو الذی رواہ ابن وھب و غیرہ عن مالک ولم یحک الترمذی عن مالک غیرہ و نقل الخطابی و تبعہ القرطبی فی المفھم انہ آخر قولی مالک ولم ار للمالکیۃ دلیلا علی ترکہ ولا متمسکا الا بقول ابن القاسم"
(فتح الباری: ۲/۲۲۰)

یعنی امام ابن عبدالبر کا فیصلہ یہ ہے کہ امام مالک سے ترک رفع یدین کو نقل کرنے والا صرف ابن قاسم ہے۔ جبکہ ابن عبدالبر، عبداللہ بن عمر کی حدیثِ مرفوع کی بناء پر رفع یدین (تین مرتبہ) ہی کو لیتے ہیں۔ ابن وھب وغیرہ نے امام مالک سے رکوع کی رفع یدین کرنا نقل کیا ہے۔ امام ترمذی نے امام مالک سے رفع یدین کرنے کا ہی مذہب بیان کیا ہے۔ امام خطابی اور قرطبی مالکی نے کہا ہے کہ امام مالک کا آخری اور صحیح بلکہ اصح قول رکوع کی رفع یدین کرنے کا ہے، مالکیہ کے پاس ابن قاسم کے (شاذ) قول کے سوا کوئی دلیل نہیں ہے۔

چونکہ امام مالک نے ترکِ رفع یدین کے قول سے رجوع کر لیا تھا اور ان کا آخری قول رفع یدین کرنے کا ہے اس لئے امام ترمذی نے ان سے رفع یدین کرنے کا مذہب نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ جامع ترمذی میں ہے:

"قال ابو عیسی حدیث ابن عمر حدیث حسن صحیح..... و بہ یقول مالک و معمر والاوزاعی و عبداللہ بن المبارک و الشافعی و احمد و اسحق" (جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی ۲/۵۷)

یعنی امام ترمذی فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر کی (تین دفعہ رفع یدین کرنے کی) حدیث حسن صحیح ہے۔ اسی کے امام مالک قائل ہیں اور معمر، اوزاعی، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

گویا رکوع کی رفع یدین کرنا جمہور امت کے نزدیک سنت ہے۔ چنانچہ متاخرین میں سے ابو عبداللہ دمشقی اس بارہ میں اپنا فیصلہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رفع الیدین فی تکبیرات الرکوع والرفع منہ سنۃ عند مالک و

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الشافعي واحمد" (رحمۃ الامۃ : ص۳۸)

رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا امام شافعی اور احمد کی طرح امام مالک کے نزدیک بھی سنت ہے۔

امام شافعی کی رائے

امام شافعی حدیث و سنت کو مترادف بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے منسوب ثابت شدہ ہربات کو شرعی حیثیت سے سنت قرار دیتے ہیں:

"الاصل قرآن و سنة فان لم يكن فقياس عليهما واذا اتصل الحديث عن رسول الله ﷺ وصح الاخذ منه فهو سنة"

(الکفایۃ فی علم الروایہ ص ۶۱۲)

یعنی اصل دلیل تو قرآن و سنت ہی ہے لیکن اگر ان میں کسی مسئلہ کے متعلق کوئی نص موجود نہ ہو تو پھر ان پر قیاس کے ذریعے حل تلاش کیا جائے گا اور جب رسول اللہ ﷺ سے متصل حدیث مل جائے جس کا آپ سے اخذ کرنا صحت کے ساتھ ثابت ہو تو ایسی حدیث ہی آپ ﷺ کی سنت کہلاتی ہے۔

اگر امام شافعی کے ہاں حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا تو وہ حدیث صحیح کو کبھی سنت نہ کہتے، ان کے ہاں ان دونوں میں کوئی بنیادی فرق نہیں تھا اس لئے انہوں نے حدیث کو سنت سے تعبیر کیا ہے، بلکہ ان کے ہاں سنت ہوتی ہی وہ ہے جو رسول کریم ﷺ سے صحیح حدیث کے ذریعے سے ملے، لوگوں کی بھیڑ کے عمل کو دیکھ کر سنت کو متعین کرنا امام کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

یاد رہے کہ امام شافعی کی مذکورہ عبارت خطیب بغدادی کی کتاب "الکفایۃ" سے لی گئی ہے جسے امہاتِ فن میں شامل کیا گیا ہے جبکہ امام شافعیؒ اپنی کتاب "الامّ" میں اخبار و روایات ہی کو ثبوتِ سنت کی بنیاد بناتے ہیں، سائل نے جب ان سے پوچھا "افرايت سنة رسول الله ﷺ بأی شیئ تثبت؟ یعنی "سنتِ رسول ﷺ کے حصول کے ذرائع کون کون سے ہیں؟" تو انہوں نے جواب میں اس کی تین صورتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"الاول خبر العامة عن العامة الوجه الثاني تواتر الاخبار الوجه الثالث اذا روى عن رسول الله ﷺ الواحد من الصحابة الحكم حكم به فلم يخالفه غيره" (الام ۷/۲۵۸)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یعنی عام لوگوں کا عام لوگوں سے خبر دینا (یہ ایک طریقہ ہے سنت کے ثابت ہونے کا) دوسرا خبر متواتر اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک صحابی رسول کریم ﷺ کے کسی فیصلے کو روایت کرے اور کسی دوسرے صحابی نے اس کی مخالفت نہ کی ہو۔

دیکھئے امام شافعی نے سنتِ ثابتہ کے حصول کے لئے خبرو روایت کو ہی بنیاد بنایا ہے، کسی کے عملی تواتر پر انحصار نہیں کیا، بلکہ تیسری صورت میں انہوں نے خبر واحد کو بھی سنت میں شمار کیا ہے اور وہ حدیث و سنت میں شرعی اعتبار سے کوئی فرق نہیں کرتے اسی لئے حدیثِ رجم کو سنت کہتے ہیں اور اس کے ساتھ سورۂ نور کی آیت کی تخصیص کے بھی قائل ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

قال الله ﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴾ ......

فلما رجم رسول الله ﷺ الثيب من الزناة ولم يجلده دلّت سنة رسول الله ﷺ على ان المراد بجلد المائة من الزناة الحران البكران

(الرسالہ ص ٦٧)

یعنی "اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ زناکار مرد و عورت کو کوڑے مارے جائیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ کو کوڑے نہیں لگائے بلکہ اسے سنگسار کیا ہے، تو آپ ﷺ کی اس سنت سے معلوم ہوا کہ سو کوڑے مارنے کی سزا صرف آزاد کنوارے زناکاروں کے لئے ہے"۔

اگر امام شافعی کے ہاں حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا تو وہ کبھی حدیثِ رجم کو سنت سے تعبیر نہ کرتے۔ ان کے ہاں یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اسی لئے انہوں نے حدیثِ رجم پر سنت کا اطلاق کیا ہے۔

اہلِ اشراق کی تدبّر سے محرومی

حدیث و سنت میں آسمان و زمین کا فرق ظاہر کرنے کے لیے تجدد زدہ حضرات نے امام شافعی کی کتاب "الرسالہ" سے ایک عبارت نقل کی ہے:

"وتختلف الاحاديث فاخذ ببعضها استدلالا بكتاب او سنة او اجماع او قياس وهذا لا يوخذ به في الشهادات هكذا ولا يوجد فيها بحال"

(الرسالہ ص ٣٧٣)

احادیث مختلف ہو جائیں تو میں بعض احادیث کو (فقہی اصول) کتاب و سنت اور اجماع و قیاس سے استدلال کی بناء پر لیتا ہوں حالانکہ گواہان میں اختلاف ہو تو کسی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

صورت ایسی گواہی قبول نہیں ہوگی۔

ان حضرات کی غلط فہمی کی نشاندہی کرنے سے پہلے ہم واضح کردیں کہ امام شافعی نے یہ عبارت حدیث و سنت میں فرق ثابت کرنے کے لئے پیش نہیں کی بلکہ وہ اسے روایت و شہادت میں کئی طرح سے فرق بیان کرنے کے لئے لائے ہیں۔ ان کے ہاں ان دونوں میں ایک فرق تو یہ ہے کہ ایک مرد یا عورت کی بیان کردہ حدیث تو مقبول ہوتی ہے، لیکن ان میں سے کسی ایک کی تنہا گواہی قبول نہیں کی جاتی، دوسرے یہ کہ لفظ "عن" سے روایت ہونے والی حدیث قابل قبول ہے بشرطیکہ اس کا راوی مدلّس نہ ہو، جبکہ شہادت میں رؤیت یا سماع کی صراحت ناگزیر ہے اور ان میں تیسرا فرق ذکر کرتے ہوئے امام موصوف مذکورہ بالا عبارت کو لائے ہیں جس سے ان کی مراد یہ ہے کہ دو یا اس سے زائد روایات میں اختلاف ہو تو کتاب و سنت یا اجماع و قیاس سے استدلال کرکے ایک روایت کو دوسری پر ترجیح دی جاسکتی ہے لیکن گواہوں کی شہادت میں اختلاف ہو جائے تو ایک کی گواہی کو دوسروں پر ترجیح دینے کا طریق کار اختیار نہیں کیا جاتا بلکہ سرے سے گواہی رد کردی جاتی ہے، اور امرِ واقع ثابت ہی نہیں ہوسکتا۔

مذکورہ عبارت میں امام شافعی نے "سنت" کا لفظ استعمال ضرور کیا ہے جسے ان حضرات نے ساون کے اندھے کی طرح خود ساختہ مفہوم پر محمول کرلیا ہے، حالانکہ عبارت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف نے سنت کے لفظ کو "علماءِ اصول" کی اصطلاح کے مطابق استعمال کیا ہے، کیونکہ اہل اصول کے ہاں "سنت" سے رسول کریم ﷺ کا قول و فعل اور آپ کی تقریر تو مراد ہوتی ہی ہے (جیسا کہ اس کی تفصیل ذکر ہوچکی ہے) جیسا کہ ائمہ حدیث بھی اسے اسی معنی میں لیتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ محدثین کرام رسول اکرم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کے بارے میں اس حیثیت سے بحث کرتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں جبکہ علماءِ اصول اسے کسی حکم شرعی پر استدلال کرنے کے اعتبار سے لیتے ہیں، جیسا کہ شیخ مصطفیٰ سباعی لکھتے ہیں:

"فعلماء الحديث انما بحثوا عن رسول الله ﷺ الامام الهادى الذى اخبر الله عنه انه اسوة لنا وقدوة فنقلوا كل مايتصل به من سيرة و خلق و شمائل و اخبار و اقوال و افعال سواء اثبت حكما شرعيا ام لا، و علماء الاصول انما بحثوا عن رسول الله ﷺ المشرع الذى يضع القواعد للمجتهدين من بعده ويبيّن للناس دستور الحياة فعنوا باقواله و افعاله و تقريراته التى تثبت الاحكام و تقررها"

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(السنہ و مکانتہا فی التشریع الاسلامی ص ۴۹)

محدثین امام ھادی رسول اللہ ﷺ سے منقول ہر قول و فعل اور اخلاق و عادات کے شرعی حکم ہونے سے قطع نظر صرف ثبوتِ واقعہ کی حیثیت سے بحث کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے لئے نمونہ ہیں جبکہ علمائے اصول فقہ ان چیزوں سے بطور دستورِ حیات اور شرعی احکام کے ثابت کرنے کی بحث کرتے ہیں کہ رسول ؐ نے شارع ہونے کے ناطے بعد کے مجتہدین کے لئے یہ قواعد و ضوابط طے کردیئے ہیں۔

اسی نکتے کو بیان کرتے ہوئے شیخ خطیب فرماتے ہیں:

"السنة فی اصطلاح علماء اصول الفقه هی کل ماصدر عن النبی ﷺ غیر القرآن الکریم من قول اوفعل او تقریر ممایصلح ان یکون دلیلا لحکم شرعی" (السنۃ قبل التدوین ص ۱۶)

سنت علمائے اصول فقہ کے نزدیک قرآن کے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے جو قول و فعل اور تصویب و تائید صادر ہو، مراد ہوتی ہے کیونکہ وہ شرعی مسائل کے لئے دلیل بنتی ہے۔

امام موصوف نے "استدلالًا" کا لفظ لاکر اس طرف اشارہ بھی کردیا ہے، اس کے باوجود اسے خانہ ساز مفہوم پر چسپاں کرلینا تدبر اور دیانتداری کے منافی ہے، نیز اگر امام شافعی کے ہاں سنت کے لفظ سے اختراعی مفہوم مراد ہوتا جس میں اجماع کو شرط قرار دیا جاتا ہے تو وہ سنت کے لفظ کے بعد "اجماع" کو مستقل حیثیت سے ذکر نہ کرتے، جبکہ امام شافعی تو فردِ واحد کی بیان کردہ روایت کو بھی سنت ہی شمار کرتے ہیں، جیساکہ وہ جماعتِ متفقہ کی روایت کو بھی سنت کہتے ہیں چنانچہ وہ اجماع اور قیاس کی بحث میں سائل کے جواب میں لکھتے ہیں:

"یحکم بالکتاب والسنة المجتمع علیها الذی لااختلاف فیها فنقول لهذا حکمنا بالحق فی الظاهر والباطن و یحکم بالسنة قد رویت من طریق الانفراد لایجتمع الناس علیها فنقول حکمنا بالحق فی الظاهر لا نه قد یمکن الغلط فیمن روی الحدیث" (الرسالہ ص ۵۹۹)

یعنی کتاب و سنت کا وہ حصہ جس میں کسی کا اختلاف نہ ہو اس کے بارے میں ہم یہ فیصلہ دیں گے کہ وہ ظاہرا و باطنًا حق ہے، اور خبرِ واحد کے طریق سے مروی سنت سے جو فیصلہ کیا جائے جس پر تمام لوگ جمع نہیں ہیں تو یہ صرف ظاہر کے لحاظ سے حق ہوگا اس لئے کہ اس میں غلطی کا امکان ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دیکھئے امام شافعی نے مجمع علیہ سنت کی طرح فرد واحد کی روایت کردہ حدیث کو بھی سنت کہا ہے جبکہ مجمع علیہ سنت سے ان کی مراد خبر متواتر ہے جسے ایک جماعت بلا اختلاف نقل کرتی ہے اگر ان کے ہاں حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا تو وہ خبر واحد کو خبر متواتر کی طرح سنت میں شمار نہ کرتے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ امام شافعی بھی جمہور علماء کی طرح حدیث و سنت میں کسی فرق کے قائل نہیں تھے۔ اور اس کے متعلق ان کی صریح نص اس سے قبل ہم پیش کر چکے ہیں۔

حنابلہ کی رائے

ابن نجار، حنبلی مسلک کے بلند پایہ علماء میں سے تھے جو مذہبِ حنبلی کے اصول و فروع پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ سنت کی بابت ان کی بات گھر کے ترجمان کی حیثیت رکھتی ہے' دیگر علماء کی طرح وہ بھی سنت کا مفہوم ان الفاظ سے ذکر کرتے ہیں:

"ان السنة شرعا و اصطلاحا قول النبی ﷺ و فعله و اقراره علی الشیئی یقال او یفعل فاذا سمع النبی ﷺ انسانا یقول شیئا اورآه یفعل شیئا فاقره علیه فهو من السنة قطعا" (شرح الکوکب المنیر ۲/۱۶۶)

یعنی شرعی اصطلاح کے اعتبار سے رسول کریم ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کو سنت کہا جاتا ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے جب کسی شخص کو کوئی بات کہتے سنا یا کوئی کام کرتے دیکھا ہو اور آپ ﷺ نے اسے اس پر برقرار رکھا ہو تو آپ کی یہ تصویب و تائید یقیناً سنت میں شامل ہے۔

واضح رہے کہ اسلاف کے نزدیک حدیث و سنت مترادف ہیں، اور ان میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے، لہٰذا ان کے ہاں حدیث کی طرح سنت بھی دو اقسام پر مشتمل ہوگی، ایک وہ سنت جو طریق انفرادی سے مروی ہو جسے وہ خبر واحد کہتے ہیں، دوسری سنت متواترہ ہے جسے ایک جماعت روایت کرتی ہے اسے حدیث متواتر یا خبر متواتر کہتے ہیں، اس کا مرتبہ اور مقامِ ثبوت واقعہ کے لحاظ سے چونکہ خبر واحد سے بلند ہوتا ہے اس لئے تعارض کے وقت اسے خبر واحد پر ترجیح ہوگی یعنی خبر واحد کو کتاب اللہ یا حدیث متواتر سے مطابقت نہ ہو سکنے کی صورت ترک کر دیا جائے گا جیسا کہ قاضی ابو یعلی محمد بن حسین الفراء کہتے ہیں:

"ان یخالف نص کتاب الله او سنة متواترة"

(العدۃ فی اصول الفقہ ۳/۹۷۴)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ابن نجار حنبلی کی وضاحت کے مطابق یہاں بھی سنت متواترہ سے مراد وہ حدیث ہی ہے جو متواتر ہو، جسے خبرواحد پر فوقیت حاصل ہے لہٰذا حنابلہ کے نزدیک بھی حدیث و سنت ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔

خطیب بغدادی کی رائے

خطیب بغدادی اپنی کتاب "الکفایۃ" میں "سنت" کا لفظ بکثرت لاتے ہیں اور بعض ابواب کے عنوان سے حدیث و سنت کے ہم معنی ہونے کی طرف اشارہ بھی کرجاتے ہیں، مگرچونکہ یہ ممکن تھا کوئی شخص سنت کے لفظ کو خانہ ساز مفہوم پر محمول کرکے خطیب بغدادی کے نام سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے، اس کے سدباب کے لئے "الکفایۃ" کے الوداعی کلمات میں ہی امام شافعی سے کامل اتفاق کرتے ہوئے "سنت" کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الاصل قرآن و سنة فان لم یکن فقیاس علیهما و اذا اتصل الحدیث عن رسول الله ﷺ وصح الاخذ منه فهو سنة"

(الکفایۃ فی علم الروایۃ۔ ص ۶۱۲)

اصل دلیل قرآن و سنت ہے، لیکن اگر کسی مسئلہ کے متعلق کوئی نص موجود نہ ہو تو قرآن و سنت پر قیاس کرکے حل نکالا جائے گا۔ واضح رہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی متصل حدیث دستیاب ہو جس کا آپ ﷺ سے اخذ کرنا صحت کے ساتھ ثابت ہو، تو وہی حدیث آپ ﷺ کی سنت ہوتی ہے۔

دیکھئے صاحبُ "الکفایۃ" نے امام شافعی کی طرح حدیث کو ہی رسول کریم ﷺ کی سنت قرار دیا ہے، اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا، بلکہ وہ اپنی کتاب کے آغاز میں ثبوت سنت کا دارومدار عملی تواتر کی بجائے احادیث کے طرق واسانید پر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ولو لا عناية اصحاب الحديث بضبط السنن وجمعها و استنباطها من معادنها والنظر في طرقها لبطلت الشريعة و تعطلت احكامها اذكانت مستخرجة من الآثار المحفوظة و مستفادة من السنن المنقولة" (الکفایۃ فی علم الروایۃ۔ ص ۳۵)

یعنی اگر اہل حدیث سنتوں کو لکھنے اور ان کی جمع و تدوین کا اہتمام نہ کرتے اور انہیں اپنے ماخذ و مصادر سے اخذ نہ کرتے اور نہ ہی ان کی اسانید میں تدبر سے کام لیتے تو شریعت اور اس کے احکام ضائع ہو جاتے، کیونکہ محفوظ آثار اور مروی سنتوں

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے ہی تو احکام شریعت حاصل کئے جاتے ہیں۔

غور کیجئے، خطیب بغدادی بھی حدیث و سنت کو ہم معنی سمجھتے ہیں اسی لئے حدیث کی طرح سنت کے ثبوت کے لئے اس کی سند میں غور و خوض کرنے کو بنیاد بناتے ہیں اور اسے تمام اہلِ حدیث و سنت کا طریقہ قرار دیتے ہیں بلکہ انہوں نے اپنی کتاب کے تیسرے باب میں سنت کو خبر متواتر اور خبر آحاد (دو قسموں) میں تقسیم کیا ہے اور وہاں انہوں نے اسی خبر متواتر کو سنتِ متواترہ کا نام دیا ہے، اور خبر متواتر مرتبے میں خبر واحد سے اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن کریم کی طرح معیاری ہوتا ہے، چنانچہ وہ اپنی کتاب کے باب "الکلام فی الاخبار و تقسیمها و ینقسم قسمین خبر تواتر و خبر آحاد" کے تحت لکھتے ہیں:

> وقد یستدل ایضا علی صحته بان یکون خبرا عن امر اقتضاه نص القرآن او السنة المتواترة او اجتمعت الامة علی تصدیقه او تلقته الکافة بالقبول" (الکفایہ ص ۵۱)
>
> حدیث کی صحت کے بارے میں یہ دلیل بھی ہوتی ہے کہ وہ ایسا امر ہو جس کا تقاضا قرآن، سنت متواترہ اور اجماع امت کرتے ہوں۔ گویا سب اسے قبولیت کا درجہ دیتے ہیں۔

خطیب کے نزدیک یہاں "سنت متواترہ" سے مراد "خبر متواتر" ہے جیسا کہ اس باب کے عنوان سے انہوں نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور "السنۃ المتواترۃ" کے بعد ان کی طرف سے "او اجتمعت الامة علی تصدیقه او تلقته الکافة بالقبول" جملے کا اضافہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ خطیب کے نزدیک "السنۃ المتواترۃ" کے مفہوم میں اجماع یا تلقی بالقبول اور تعاملِ امت کی شرط پیش نظر نہیں ہے (جیسا کہ اہل اشراق کا خیال ہے) ورنہ وہ سنت متواترہ کے بعد اس جملے کا اضافہ نہ کرتے۔ لہٰذا تجدد زدہ حضرات کا باب کے عنوان سے نظریں چُرا کر خطیبؒ کی اصطلاح کو سیاق و سباق سے کاٹ دینا اور اختراعی مفہوم پر محمول کر کے لوگوں کو اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کرنا سراسر بدنیتی پر مبنی ہے۔

یاد رہے کہ خبر متواتر کا تعلق امورِ حسیہ (جن کا مشاہدہ کیا جائے) سے ہوتا ہے اس لئے خطیب کبھی اس پر "السنۃ المعلومۃ" کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں یعنی جم غفیر کے ہاں جانی پہچانی ہوئی سنت، وہ لکھتے ہیں:

> "ولا یقبل خبر الواحد فی منافاة حکم العقل وحکم القرآن

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الثابت المحکم والسنة المعلومة" (الکفایہ فی علم الروایۃ ص ۶۰۶)

یعنی خبر واحد، عقل، قرآن کریم اور سنت متواترہ کے منافی ہونے کے وقت مقبول نہ ہوگی۔

یہاں خطیبؒ کے نزدیک "سنتِ متواترہ" کی طرح "السنۃ المعلومۃ" سے بھی خبر متواتر ہی مراد ہے جسے خبر واحد کے مقابلہ میں ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر ان کے ہاں اس سے مراد وہ سنت ہوتی جس میں عمل کے تواتر کو شرط بنایا جاتا ہے (جیساکہ اہل اشراق کا وہم ہے) تو وہ "السنۃ المعمولۃ" کا لفظ لاتے، جس کا اشتقاق عمل سے ہے، لہٰذا اس کی بجائے "السنۃ المعلومۃ" کا لفظ لانا اس بات کی دلیل ہے کہ صاحب "الکفایۃ" کے نزدیک سنت کے مفہوم میں عملی تواتر کی شرط نہیں ہے۔

مولانا محمد اسماعیل السلفی کا اعلان

منکرین حدیث کے نباض مولانا محمد اسماعیل سلفی "سنت" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "شارع" کی زبان میں آنحضرت کے قول و فعل، خاموشی' اجتہادِ نبوی سب سنت میں داخل ہیں" (حجیت حدیث ص ۱۸)

وہ حدیث و سنت میں فرق کرنے والے فتنے کی سرکوبی کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

"ہمارے پیش نظر موضوع میں سنت اور حدیث مترادف ہیں" (ص ۱۹)

حدیث و سنت کے ہم معنی ہونے پر ایسی تصریحات کے ہوتے ہوئے بھی تجدد زدہ حضرات کا سنت کے خانہ ساز مفہوم کے میدان میں مولانا سلفیؒ کو کھینچ لانا اور اس بارہ میں ان کے صریح موقف کو نظرانداز کرکے غیر متعلقہ عبارت کو پیش کردینا بیمار ذہنیت کی دلیل ہے، معلوم ہوتا ہے کہ تدبر قرآن کی رٹ لگانے والوں کا یہی وطیرہ قرآن کریم کے ساتھ بھی ہے، اور ایسے فتنہ پروروں سے خبردار کرنے کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ﴾

جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ فتنہ پروری کے لئے مشتبہ باتوں کے پیچھے پڑتے ہیں۔ (آل عمران: ۷)

مولانا امین اصلاحی کا مسلک

ہوسکتا ہے کہ مولانا اصلاحی سنت کی اختراعی تعریف کی اصلاح و مرمت میں اب کسی اور نتیجے تک پہنچ گئے ہوں۔ لیکن ان کی سابقہ تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی حدیث اور سنت کو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مترادف سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ "مبادیِ تدبر قرآن" میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"اصل چیز خود قرآن کے الفاظ اور اس کی اپنی توضیحات ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی سنت ہے اور تیسرا درجہ اقوال صحابہ کا ہے" (ص ۱۶۴)

دیکھئے ان کے ہاں قرآن کے بعد دوسرا درجہ سنت کو دیا گیا ہے اور اسی دوسرے درجے پر فائز "سنت" کو وہ حدیث سے تعبیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حدیث کا رتبہ بہت بلند ہے وہ امت کے لئے قرآن کے بعد دوسری چیز ہے۔ اس میں خود حکمتِ قرآن کا بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے پھر اگر حدیث میں حکمت نہ ہوگی تو کہاں ہوگی؟" (ص ۱۱۱)

مولانا امین احسن کے یہ الفاظ ان کی مراد کے اظہار میں روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور وہ بیانگِ دہل بتا رہے ہیں کہ حدیث و سنت مترادف ہیں، کیونکہ ان کے بقول دین میں قرآن کے بعد دوسرا درجہ حدیث و سنت کا ہے اور تیسرا مقام اقوال صحابہ کو حاصل ہے۔

نیز ان کی نظر میں حدیثِ نبوی، حکمتِ قرآن پر مشتمل چیز کا نام ہے اور قرآن کریم میں حکمت (یعنی حدیث) کو کتاب اللہ کے بعد دوسرے درجے میں ذکر کیا گیا ہے جو کہ سنت کا درجہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ .... (النساء ۱۱۳)

لہٰذا ہماری رائے میں مولانا اصلاحی صاحب کے نزدیک بھی حدیث و سنت ہم معنی ہیں، اور انکے ہاں ان میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے۔

اہلِ "اشراق" کی رائے

ہمیں یہ تسلیم ہے کہ اہل اشراق شد و مد سے حدیث و سنت میں فرق کے قائل ہیں لیکن مشہور ہے کہ حق اپنے آپ کو منواتا ہے، حدیث و سنت کا مترادف ہونا چونکہ حق ہے اور یہ اسلافِ امت کا مسلک بھی ہے، اس لئے اشراقی حضرات بھی کسی حد تک انہیں مترادف ماننے پر مجبور ہوگئے ہیں جیسا کہ وہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الفاظ کا ایک دوسرے کے مترادف کے طور پر استعمال ہو جانا زبان کے قواعد کے مطابق ہے، سنت کا لفظ حدیث کے لئے اس لئے بول لیا جاتا ہے، کہ حدیث کا زیادہ تر حصہ نبی ﷺ کی سنتِ مطہرہ کی روایت پر مشتمل ہے، اس لئے سنت کا لفظ علی سبیل التغلیب حدیث پر بھی بول لیا جاتا ہے" (اشراق مئی ۹۴ء)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حدیث کے لئے سنت کے لفظ کو استعمال کرنا تو جمہور علماء کا مسلک ہے کیونکہ ان کے ہاں یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں، لیکن اسے حدیث پر علی سبیل التغلیب بولنے کا دعویٰ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کیونکہ ایک لفظ کو دوسرے کے لئے علی سبیل التغلیب اس وقت بول سکتے ہیں جبکہ ان دونوں میں کوئی قدر مشترک موجود ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے نزول میں نبی اور رسول دونوں شریک ہیں اور آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے لہٰذا ان میں سے ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن جن لوگوں کے نزدیک حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق ہے ان کے ہاں ان دونوں الفاظ میں کوئی قدر مشترک باقی نہیں رہتی، لہٰذا جس طرح ارض و سماء (زمین و آسمان) میں سے ایک لفظ کو دوسرے کی جگہ علی وجہ التغلیب بولنا کسی صاحب عقل سے ثابت نہیں ہے۔ ویسے ہی حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق کرنے والوں کی طرف سے ایک کو دوسرے پر علی سبیل التغلیب بولنے کا دعویٰ کرنا غلط ہے۔

پھر یہ بات بھی عجیب رہی کہ حدیث کا زیادہ تر حصہ چونکہ نبی ﷺ کی سنت کی روایت پر مشتمل ہے اس لئے سنت کا لفظ حدیث پر بول لیا جاتا ہے۔

اہل "اشراق" کے سر پر ایک اور مصیبت یہ سوار ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی تقریر و تصویب کو بھی سنت نہیں مانتے ہیں چنانچہ اس بارے میں اپنی پریشانی کا یوں اظہار کرتے ہیں:

"تقریر رسول اللہ ﷺ کا عمل ہوتا ہی نہیں، اور بالعموم اسے سنتِ متواترہ کا سا تواتر بھی حاصل نہیں ہوتا جو اُسے سنت کے درجے تک پہنچا سکے"

حقیقت یہ ہے کہ سنت قولی اور فعلی ہو یا سنت تقریری کسی کے لئے تواتر ضروری نہیں ہے تواتر تو حدیث کے ثبوت کا ایک اعلیٰ درجہ ہے۔ جسے سنتِ متواترہ بھی کہہ دیا جاتا ہے، مذکورہ اشکال ان لوگوں کو پیش آسکتا ہے جنہوں نے سنت کے لفظ کو خود ساختہ مفہوم کا لبادہ اوڑھانے کی کوشش کی ہے، جبکہ علماءِ امت نے تقریر کو بھی رسول اللہ ﷺ کا عمل کہا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام سبکی فرماتے ہیں:

"وتطلق السنة على ما صدر عن النبي ﷺ من الاقوال والافعال التي ليست للاعجاز، ويدخل في الافعال التقرير لانه كف عن الانكار والكف فعل على المختار كما سبق" (الابہاج ۲/۲۶۳)

یعنی سنت رسول کریم ﷺ کے وہ اقوال و افعال ہیں جو آپ سے صادر ہوئے ہیں، اور (قرآن کریم کی طرح) معجز نہیں ہیں۔ اور رسول اکرم ﷺ کے افعال میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

آپ ﷺ کی تقریر بھی داخل ہے۔ اس لئے کہ تقریر انکار نہ کرنے کو کہتے ہیں اور کسی کام پر انکار نہ کرنا آنحضرت کا عمل ہے۔

یہ ہمارے اسلاف کا مسلک ہے، اہل اشراق کو بھی اس کا قائل ہونا چاہیے تھا مگر اس کے برعکس وہ لٹھ لے کر تقریر نبوی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس کے سنت ہونے کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک آپ کی تقریر یا تصویب سے ایک چیز مشروع یقیناً ہو جاتی ہے، لیکن اس کا سنت ہونا ضروری نہیں ہے"

اور اس پر ایک مثال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو کسی مسجد میں امامت کی ذمہ داری سونپی، اور وہ وہاں نماز پڑھانے لگے، کچھ عرصے بعد ان کے بارے میں یہ شکایت آپ ﷺ تک پہنچی کہ وہ ہر نماز میں سورہ اخلاص ضرور پڑھتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ان کو بلا کر اس کی وجہ پوچھنی چاہیے، جب وہ آئے تو آپ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے جواب میں عرض کی کہ مجھے سورہ اخلاص میں توحید کا بیان بہت پسند ہے اس لئے ایسا کرتا ہوں، آپ نے فرمایا تو نے اللہ کی وحدانیت کو پسند کیا تو اللہ نے تجھے پسند کیا"

(مشکوۃ کتاب فضائل القرآن)..... (اشراق ص ۲۲)

آگے بڑھنے سے پہلے اس حدیث کا جائزہ لینا مناسب ہے جسے ان حضرات نے مشکوۃ کے حوالے سے نقل کیا ہے، چونکہ ان کے ہاں حدیث تیسرے درجے کی چیز ہے جس کی وہ خاص اہمیت نہیں سمجھتے۔ لہٰذا انکار کی صورت نہ بن سکے تو اسے توڑ مروڑ کر پیش کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے (اسی لئے تو حدیث و سنت میں فرق کرنے کی کوشش میں سرگرم ہیں) انہوں نے مذکورہ حدیث کو بے احتیاطی سے ذکر کرنے کی وجہ سے متعدد غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے: جبکہ مشکوۃ میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

"عن عائشة ان النبی ﷺ بعث رجلا علی سریة وکان یقرأ لاصحابه فی صلوتهم فیختتم بقل هو الله احد فلما رجعوا ذکروا ذلک للنبی ﷺ فقال سلوه لای شیئ یصنع ذلک فسالوه فقال لانها صفة الرحمن وانا احب ان اقرأها فقال النبی ﷺ اخبروه ان الله یحبه"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(مشکوۃ کتاب فضائل القرآن ص ۱۸۵)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کرتے وقت ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر کردیا۔ وہ انہیں نماز پڑھاتے وقت جب بھی کوئی سورت تلاوت کرتے تو اس سورت سے فارغ ہوکر سورہ اخلاص بھی پڑھتے یہ لشکر جب واپس آیا تو صحابہ کرام نے اس کا عمل رسول کریم ﷺ کے پاس ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے پوچھنے پر اس نے جواب دیا کہ سورۂ اخلاص اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل ہے اس لئے میں اس کی تلاوت کو پسند کرتا ہوں اس پر آنحضرت نے فرمایا اسے جاکر بتادو کہ اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے سے محبت کرتا ہے۔

حدیث کے ان الفاظ کے پیش نظر اہل "اشراق" نے اسے ذکر کرتے وقت مندرجہ ذیل کوتاہیوں کا ارتکاب کیا ہے:

۱۔ "سریہ" کا معنی مسجد سمجھ کر اس شخص کی امامت کو مسجد کی امامت بنا دیا، حالانکہ آنحضرت نے اسے سفر جہاد میں امام اور امیر مقرر کیا تھا۔

۲۔ وہ ہر نماز میں سورہ اخلاص ہی نہیں پڑھتے تھے (جیسے ان حضرات نے سمجھا ہے) بلکہ وہ نماز میں قراءت سے فارغ ہوکر یہ سورت ملاتے تھے۔

۳۔ رسول کریم ﷺ نے اسے بلا کر اس سے براہ راست گفتگو نہیں کی تھی بلکہ دوسروں کی وساطت سے سوال و جواب ہوا تھا۔

بہرحال مذکورہ حدیث کو بے احتیاطی کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد ان حضرات نے اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی تقریر کو سنت مان لینے سے ہمیں دو خطرناک نتائج کی وارننگ دی ہے اور لکھا ہے:

"یہ بھی ایک تقریر ہے اور اس میں ہر نماز میں سورہ اخلاص پڑھنے کی تحسین کی گئی ہے، چنانچہ اسے اگر سنت مان لیا جائے تو اس کے دو نہایت خطرناک نتائج نکلتے ہیں، ایک تو یہ کہ آج تک ہم نے جو نمازیں سورہ اخلاص کے بغیر پڑھی ہیں وہ سب سنت کے خلاف پڑھی ہیں، اس لئے وہ ضائع ہوگئیں کیونکہ سنت تو یہ ہے کہ ہر نماز میں سورہ اخلاص پڑھی جائے حتی کہ صحابہ کی نمازیں بھی معرض خطر میں پڑ جائیں گی کیونکہ ان کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ وہ فجر میں اتنی لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تھے کہ نماز کے دوران ہی میں سورج طلوع ہوجاتا تھا۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آئندہ کے لئے یہ لازم ہو جائے گا کہ ہر نماز میں سورہ اخلاص پڑھی جائے چنانچہ "لاصلوۃ الابفاتحۃ الکتاب" کی طرح یہ بھی لازم ہے کہ آج سے "لاصلوۃ الابسورۃ الاخلاص" بھی اصول بنا لیا جائے" (اشراق مئی ۹۴ء)

جو شخص حدیث نبوی کو صحیح سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور وہ مختصر سی حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کئی ٹھوکریں کھاتا ہو اسے ایسا طنزیہ انداز کلام اختیار کرنا زیب نہیں دیتا، رہے دو خطرناک نتائج جن کی آپ کی طرف سے تقریری سنت کے تسلیم کرنے والوں کو وارننگ دی گئی ہے، تو یہ بھی آپ حضرات کی کم فہمی پر مبنی ہے، اس لئے کہ کسی بھی سنت کے لئے (خواہ وہ تقریری ہو) یہ ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ اسے وجوب پر ہی محمول کیا جائے بلکہ کسی قرینہ کے پائے جانے سے اس سے اباحت بھی مراد ہو سکتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم کے بعض احکام اباحت پر محمول ہوتے ہیں مثال کے طور پر حج سے فراغت کے بعد احرام کھولنے والے کے لئے شکار کو مباح کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ﴾ ..... (المائدہ ۲)

یعنی جب تم احرام کھول چکو تو شکار کرو۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ شکار کرنا ضروری ہے، اور نہ ہی احرام کے بعد شکار نہ کرنے والے کا حج معرض خطر میں پڑے گا، اور نہ ہی کوئی عقلمند اس آیت کریمہ کے پیش نظر "لاحج الا بالاصطیاد" اصول بنانے بیٹھ جائے گا۔ کیونکہ اس سے مقصود صرف یہ بیان کرنا ہے کہ جو شکار حالتِ احرام میں ممنوع تھا اب احرام کھولنے کے بعد حلال اور مباح ہے۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ کا اپنے صحابی کو نماز میں قراءت سے فراغت کے بعد سورہ اخلاص پڑھنے پر برقرار رکھنا آپ کی تقریری سنت ہے۔ لیکن خود آنحضرت ﷺ کا ہر سورت کے اختتام پر سورہ اخلاص کی تلاوت نہ کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ صحابی کا یہ عمل اباحت پر محمول تھا۔ وجوب کے لئے نہ تھا۔ اس لئے سورہ اخلاص کے بغیر پڑھی ہوئی ہماری نمازیں نہ تو معرض خطر میں پڑیں گی اور نہ ہی ہمیں کسی کی کج فہمی کی وجہ سے "لاصلوۃ الا بسورۃ الاخلاص" اصول بنانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

مزید بریں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو طلوعِ شمس اور غروبِ شمس جیسے اوقات میں نماز پڑھنے سے سختی کے ساتھ منع کیا تھا اور وہ ان اوقات میں نماز کی ادائیگی سے احتراز کرتے تھے، لیکن پھر بھی اگر آپ کو اس بات پر اصرار ہے کہ صحابہ کرام فجر کی نماز میں اتنی لمبی سورتیں پڑھنا شروع کر دیتے تھے کہ نماز کے دوران سورج طلوع ہو جاتا تھا اور آپ کے بقول اس طرح وہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مخالفتِ رسول کے مرتکب ہوتے تھے تو صحابہ کرام پر اس الزام تراشی کا ثبوت پیش کرنا آپ کے ذمہ ہے۔

آخر میں ہم واضح کر دیں کہ حدیث و سنت میں فرق نہ ہونے کو ہم نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ اسلافِ امت کی تصریحات سے ثابت کیا ہے، اور مقصود صرف یہ ہے کہ انتشار کی شکار اس امت کے حال پر رحم کیا جائے اور نت نئی اختراعات کے ذریعے سے فرقوں میں بٹی ہوئی امت کو مزید بانٹنے سے گریز کیا جائے۔ ہاں اگر اب بھی کسی کو سنت کے اس اختراعی مفہوم پر ہی اصرار ہے جس میں اجماع اور عملی تواتر کو شرط بنا دیا گیا ہے، تو اسلاف کی اصطلاحات کو خانہ ساز مفہوم پر محمول کرنے کی بجائے ان سے سنت کی اختراعی تعریف ثابت کر دیں جو آپ کے لٹریچر میں کی جاتی ہے تو ہم فراخدلی سے اس کا خیر مقدم کریں گے۔ ○○

قارئین کی خدمت میں گذارشات

۱۔ خط و کتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر/ اعزازی نمبر/ تبادلہ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

۲۔ خطوط کے فوری جواب کے لئے خط "متعلقہ ذمہ دار" کے نام ارسال فرمائیے:

- ○ مجلہ کی ترسیل، تکمیل اور زر تعاون کے سلسلہ میں: مینجر
- ○ مضامین، تنقید و آراء، تبصرۂ کتب، استفتاء کے بارے میں: مدیر معاون
- ○ مضامین کی ترسیل اور اعلیٰ پالیسی اُمور کے لئے: مدیر اعلیٰ

۳۔ اپنے واجبات کی ادائیگی مکمل فرمائیے تاکہ آپ کا یہ دینی مجلہ مالی نقصان سے دوچار نہ ہو۔

۴۔ پانچ خریدار جاری کروانے کی صورت میں ایک سال کے لئے مجلہ اعزازی طور پر جاری کر دیا جائے گا۔

۵۔ اگر آپ مجلہ کی پالیسی سے متفق ہیں تو آپ کی دینی ذمہ داری ہے کہ اس کو دوسرے بھائیوں تک پہنچائیں، نمونہ کا پرچہ طلب فرما کر اس آواز کو وسیع فرمائیں۔

۶۔ گاہے بگاہے مجلہ کی روش پر اپنی آراء سے نوازتے رہے ——— (ادارہ)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ